فضائل عشرہ مبشرہ

مفتی سید شہباز اصدق

خانقاہ غوثیہ اصدقیہ سہسرام بہار

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا

اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

عشرہ مبشرہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل چالیس احادیث کا مجموعہ

فضائل عشرۂ مبشرہ

مرتب

مفتی سید شہباز اصدق چشتی

خانقاہ غوثیہ شہودیہ اصدقیہ (سہسرام بہار)

شرف انتساب

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کی مقدس جماعت کے نام جن کے متعلق

رسول مکرم نبی محتشم ارواحنا فداہ ﷺ کا فرمان

عالیشان ہے

«أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ»

میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں

ان میں سے جن کی اقتدا کروگے ہدایت

پاجاؤگے

﴿مشکوۃ المصابیح﴾

طالب شفاعت

سید شہباز اصدق چشتی غفر لہ

پیش لفظ

مشکوۃ المصابیح کی حدیث ہے:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «من حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَة شافعا وشهيدا»

﴿مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، الحدیث ۲۵۸﴾

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ اس علم کی حد کیا ہے جہاں انسان پہنچے تو عالم ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری امت پر چالیس احکام دین کی حدیثیں حفظ کرے اسے اللہ عزوجل فقیہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

مفسر شہیر حضرت علامہ احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ رقم فرماتے ہیں: ''اس حدیث کے بہت پہلو ہیں۔ چالیس حدیثیں یاد کر کے مسلمان کو سنانا۔ چھاپ کر اس میں تقسیم کرنا۔ ترجمہ یا شرح کر کے لوگوں کو سمجھانا۔ راویوں سے سن کر کتابی شکل میں جمع کرنا سب ہی اس میں داخل ہیں ۔یعنی جو کسی طرح دینی مسائل کی چالیس حدیثیں میری امت تک پہنچادے تو قیامت میں اس کا حشر علمائے دین کے زمرے میں ہوگا۔اور میں اس کی خصوصی شفاعت اوراس کے ایمان و تقویٰ کی خصوصی گواہی دوں گا۔ ورنہ عمومی شفاعت اور گواہی تو ہر مسلمانوں کو نصیب ہو گی ۔اس حدیث کی بناپر تقریباً تمام محدثین نے جہاں حدیثوں کے دفتر لکھے وہاں علاحدہ چہل حدیث جسے **اربعین** کہتے ہیں جمع کیں''۔

﴿مرأۃ المناجیح، جلد اول، صفحہ ۱۲۲﴾

اس کتابچہ میں اربعین کی برکت حاصل کرنے کی نیت سے ''عشرہ مبشرہ'' (یعنی ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جن

کو دفعتا واحدہ ایک مجلس میں حضور اقدس ﷺ نے نام لے کر جنت کی بشارت دی ہے) کے فضائل ومناقب پر مشتمل چالیس احادیث جمع کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔چنانچہ عشرہ مبشرہ کی حیات طیبہ کااجمالی خاکہ پیش کر کے ہر ایک کے فضائل و مناقب میں چار احادیث جمع کی گئیں ہیں۔اس امید کے ساتھ کہ۔

انا کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشے چشمے بہ ما کنند

جن دس مقدس حضرات کا نام لے کر حضور اقدس ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے ان کے مبارک ناموں کی فہرست درج ذیل حدیث میں موجود ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبُو بَكْرٍ فِي الجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الجَنَّةِ،

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الجَنَّةِ، وَسَعْدٌ فِي الجَنَّةِ، وَسَعِيدٌ فِي الجَنَّةِ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ فِي الجَنَّةِ»

حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر جنتی، عمر جنتی، عثمان جنتی، علی جنتی، طلحہ جنتی، زبیر جنتی، عبدالرحمن عوف جنتی، سعد جنتی، سعید جنتی اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

﴿جامع ترمذی، مناقب حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔ الحدیث: 3747﴾

چالیس احادیث پر مشتمل "فضائل عشرہ مبشرہ" کا یہ حسین گلدستہ برادر گرامی، محترم و مکرم سید رضوان اصدق غوثی صاحب اور اس کمترین اصدقی گدائے غوثی کے عقد مسنون کے موقع پر بطور تحفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اخیر میں شکر گزار ہوں عزیز القدر حضرت مولانا احمد حسین نازاں صاحب کا جنہوں نے اس کتابچہ کو صرف ایک ہفتہ میں کمپوزنگ اور طباعت کے مرحلے سے گزار کر میرے حوالے کیا۔ مولائے قدیر انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے صدقے اس دینی خدمت کو قبول فرما کر والدین کریمین، تمام قارئین اور مجھ کمترین کے حق میں ذریعہ نجات فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین۔

سید شہباز اصدق چشتی غفرلہ

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ

﴿خانقاہ غوثیہ اصدقیہ، سہسرام، بہار﴾

﴿مرکز تبلیغ: جامع مسجد۔ ضلع کیونجھر، اڈیشہ﴾

﴿1﴾

خلیفۂ اول امیر المومنین

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا **ابو بکر صدیق** رضی اللہ عنہ عام الفیل کے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے۔ عہد جاہلیت میں آپ کا نام **عبد الکعبہ** تھا اور زمانۂ اسلام میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام نامی اسم گرامی **عبداللہ** تجویز فرمایا۔ آپ کی کنیت **ابو بکر** ہے۔

سیدنا **صدیق اکبر** تمام اوصاف و کمالات کے جامع ہیں لیکن ان اوصاف والقاب میں **صدیق** و **عتیق** کو شہرت حاصل ہے۔

آپ کو صدیق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی تھی اور جب سب نے واقعہ

معراج کی تکذیب کی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ چنانچہ حدیث شریف ہے کہ:

لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَا جِبْرِيلُ، إِنَّ قَوْمِي يَتَّهِمُونِي وَلَا يُصَدِّقُونِي» قَالَ: إِنِ اتَّهَمَكَ قَوْمُكَ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ يُصَدِّقُكَ۔

﴿المعجم الاوسط للطبرانی الحدیث ۱۴۸۷﴾

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ: اے جبرئیل! بے شک میری قوم مجھ پر تہمت لگائے گی اور میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا اگر آپ کی قوم آپ پر تہمت لگائے گی تو کیا ہوا کہ بے شک ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے۔

آپ کے لقب **عتیق** کی مختلف وجوہات کتب سیرت میں مرقوم ہیں ہم یہاں صرف ایک حدیث درج کرتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ فِي قِبَلِ الْبَيْتِ إِذْ أَقْبَلَ أَبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى عَتِيقٍ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ»

﴿المعجم الاوسط، الحدیث ۹۳۸۴﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ گھر کے صحن میں تشریف فرماتے کہ اچانک مرے والد (حضرت ابو بکر) تشریف لے آئے چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو جہنم سے آزاد دیکھنا چاہے وہ ابو کر کو دیکھ لے۔

آپ کے والد ماجد کا نام عثمان بن عامر ابو قحافہ ہے اور والدہ کا نام سلمیٰ بنت صخر اُم الخیر ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ آپ کے والدین اور آپ کی تمام اولاد ذکور واناث مسلمان بھی ہیں اور شرف صحابیت سے بھی مشرف ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔ آپ نے اسلام کی تبلیغ پر اپنا تمام مال خرچ کردیا۔ جس وقت آپ داخل اسلام ہوئے اس وقت آپ کے

پاس چالیس ہزار درہم تھے۔آپ نے وہ سب اسلام کی راہ میں خرچ کردیا۔جن غلاموں کو اسلام لانے کی پاداش میں سرکش کافرں نے کرب ناک سزاؤں میں مبتلا کر رکھا تھا۔آپ نے ان تمام غلاموں کو بڑی بڑی رقمیں دے کر خریدااور سب کو آزاد فرمایا۔

آپ تمام غزوات میں آقا کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔اور اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا۔آپ امت کے معاملات میں رسول اللہ ﷺ کے پہلے وزیر و مشیر تھے۔سفر ہجرت میں حضور اقدس ﷺ کے رفیق تھے۔اس سفر میں آپ کبھی نبی کریم ﷺ سے مقدم ہو جاتے۔اور کبھی حضور اکرم ﷺ سے موخر ہو جاتے۔جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا۔تو آپ نے بتایا کہ کبھی مجھے آپ کے آگے خطرہ معلوم ہوتا تو میں آگے ہو جاتااور کبھی مجھے آپ کے پیچھے خطرہ معلوم ہوتا تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا تھاتا کہ میں آپ کی حفاظت کر سکوں۔

آپ اس امت میں سب سے افضل بلکہ تمام صحابہ میں سب سے افضل بلکہ **افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق** ہیں ۔ قرآن مجید کی تقریباً ۳۲ آیات آپ کے متعلق ہیں۔ جن سے آپ کی شان کا اظہار ہوتا ہے۔

آپ کی شہزادی حضرت سیدتنا **عائشہ صدیقہ** رضی اللہ عنہا کا عقد پیارے **آقا** ﷺ سے ہوا اس طرح آپ کی نیک شہزادی ام المومنین ہوئیں۔

آپ سے ایک سو بیالیس ۱۴۲ ء احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے امام بخاری اور امام مسلم چھ حدیثوں پر متفق ہیں۔ اس کے علاوہ امام بخاری گیارہ حدیثوں کے ساتھ منفرد ہیں اور امام مسلم ایک حدیث کے ساتھ منفرد ہیں۔

سیدنا **ابو بکر** رضی اللہ عنہ سے قلیل مرویات کا سبب کیا ہے؟ اس سلسلے میں علامہ قرطبیؒ نے بہترین کلام کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ: ”قطعی بات یہ ہے کہ حضرت **ابو بکر** رضی اللہ عنہ کو **رسول اللہ**

ﷺ کی اتنی احادیث حفظ تھیں جتنی دوسروں کو حفظ نہیں تھیں اور جتنا حضرت **ابو بکر** رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ سے علم حاصل ہوا اتنا دوسروں کو علم حاصل نہیں ہوا۔ کیوں کہ وہ آپ کے خلیل وصفی ہیں۔ دن اور رات، سفر اور حضر میں آپ کے ساتھ رہتے تھے ۔تاہم وہ احادیث بیان کرنے اور روایت کرنے کے لیے فارغ نہیں ہوسکے کیوں کہ وہ اس سے زیادہ اہم امور میں مشغول تھے۔

حضرت **ابو بکر** رضی اللہ عنہ **حضور اقدس** ﷺ کے وصال کے بعد ڈھائی سال خلیفہ رہے۔ ایک قول کے مطابق دوسال چار ماہ اور دوسال تین ماہ کا بھی قول ہے۔ تپ دق کے مرض میں مبتلا ہوکر آپ نے وصال فرمایا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہودیوں نے آپ کو زہر آلود کھانا کھلایا تھا جس کی وجہ سے ان کا وصال ہوا اور ''مشکوۃ المصابیح '' کی روایت کے مطابق وقت ہجرت غار ثور میں جو آپ کو سانپ نے ڈسا تھا اسی کے اثر سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ الغرض بروز پیر بتاریخ ۲۲ ، جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو آپ کا وصال ہوا

۔حضرت سیدنا عمر فارق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔وقت وصال آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال ۶۳ تھی اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ہے۔

﴿ملخصا نعمت الباری کتاب فضائل الصحابہ جلد ششم﴾

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: «فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: «فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، قَالَ: «فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضًا» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

﴿صحیح مسلم، باب من فضائل ابی بکر الصدیق۔الحدیث ۱۰۲۸﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے کون آج صبح روزہ دار تھا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کون آج جنازہ کے ساتھ گیا تھا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے

مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں بھی یہ صفات مجتمع ہوں گی وہ جنتی ہو گا۔

﴿2﴾

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ، - يَعْنِي الجَنَّةَ، - يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ»، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ»

﴿صحیح بخاری، باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ۔الحدیث ۳۶۶۶﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا اس کو جنت کے دروازوں میں سے بلایا جائے گا۔اے اللہ کا بندہ ! یہ خیر ہے۔ سو جو نمازیوں میں سے ہو گا اس کو "باب الصلوۃ" میں سے بلایا جائے گا۔اور جو مجاہدین سے ہو گا اس کو "باب الجہاد" سے بلایا جائے گا۔اور جو اہل صدقہ سے ہو گا اس کو " باب الصدقہ" سے بلایا جائے گا۔جو روزہ دار سے ہو گا اس کو "باب الصیام" اور " باب الریان" سے بلایا جائے گا ۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص کو تو کوئی خوف نہیں ہو گا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے اور کہا : یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسا شخص ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟آپ ﷺ نے فرمایا : ہاں ہے۔ اور اے ابو بکر ! مجھے امید ہے کہ وہ شخص تم ہو گے۔

﴿3﴾

سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَالًا، فَقُلْتُ: اليَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قُلْتُ: مِثْلَهُ، وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا۔

﴿جامع ترمذی مناقب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔الحدیث ۳٦٧٥﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔اس دن اتفاق سے میرے پاس مال تھا۔میں نے دل میں کہا: اگر میں کسی دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت کر سکتا ہوں تو آج سبقت کروں گا۔پس میں آدھا مال لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم نے

اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا ہے؟ حضرت عمر نے کہا: میں نے ان کے لیے اتنا ہی مال باقی رکھا ہے۔ اور حضرت ابو بکر کے پاس جتنا مال تھا وہ سب لے کر آ گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے ابو بکر! تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا: میں نے ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو باقی رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تب میں نے دل میں کہا: میں حضرت ابو بکر پر کبھی بھی سبقت نہیں کر سکتا۔

﴿4﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ»

﴿جامع ترمذی، باب مناقب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ الحدیث ٣٦٦١﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر کے سوا جس شخص نے بھی ہمارے ساتھ کوئی نیکی کی ہم نے اس کا بدلہ اتار دیا۔ کیوں کہ ابو بکر کی ہمارے پاس ایک نیکی ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔ اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابو بکر کے مال نے پہنچایا۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴿2﴾

امیر المومنین

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا مبارک نام عمر، کنیت ابو حفص اور لقب بالاتفاق فاروق ہے۔آپ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام خیتمہ یا خیثمہ ہے۔آٹھویں پشت میں آپ کا شجرۂ نسب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شجرہ سے جا ملتا ہے ۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ۱۳/سال بعد آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

قبول اسلام سے قبل بھی آپ مکہ مکرمہ کے بااثر لوگوں میں شمار ہوتے تھے، سفارت کا عہدہ آپ ہی کے سپرد تھا اور منافرت کے ثالث بھی آپ ہی ہوا کرتے تھے۔آپ کا پیشہ تجارت تھا اور تجارت ہی میں اتنی ترقی حاصل کی تھی کہ شاہان روم وفارس کے درباروں میں بارسوخ ہوگئے تھے۔قبول اسلام سے پہلے اسلام

اور پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی جس کے بعد آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ ترمذی کی روایت میں دعائے نبوی کے یہ الفاظ ہیں: «اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ»

﴿سنن الترمذی۔ باب فی مناقب عمر۔ 3681﴾

اے اللہ! ابوجہل یا عمر ان دو مردوں میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو غلبہ عطا فرما۔

اور حاکم کی روایت میں دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں:

«اللَّهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً»

﴿سنن الترمذی۔ باب فی مناقب عمر۔ 4485﴾

اے اللہ! خاص طور سے عمر بن خطاب کو مسلمان بنا کر اسلام کو عزت و قوت عطا فرما۔

حضور اقدس ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور اعلان نبوت کے چھٹے سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک قول

کے مطابق ۳۹مردوں اور گیارہ عورتوں کے اسلام لانے کے بعد ایمان لائے اور ایک قول پر چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے اسلام لانے کے بعد نبوت کے چھٹے سال میں ایمان لائے۔

آپ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوا۔پہلے مسلمان چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔جب آپ اسلام لے آئے تو مسلمان علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے ۔آپ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ۔آپ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کوام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت ابو بکر ؓ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق ؓ ۶۳۴ء مطابق ۱۳ھ کو مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔آپ کے عہد خلافت میں عراق ،مصر ، لبیا، شام،ایران، خراسان، مشرقی اناطولیہ، جنوبی آرمینیااور سجستان فتح ہو کر مملکت اسلامی میں شامل ہوئے اور اس کا رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار اور تیس22,51,030مربع میل پر پھیل گیا

۔آپ کے عہد خلافت میں پہلی بار بیت المقدس فتح ہوا۔آپ جماعت صحابہ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل اور خلفائے راشدین میں خلیفہ ٔ دوم ہیں۔ بارگاہ الہی میں آپ کی مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ آپ کی رائے کے موافق قرآن مجید کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاش! ہم مقام ابراہیم کو اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں تو یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ اور مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو ﴿ .البقرہ ۱۲۵﴾

اسی طرح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو حجاب میں رکھیں کیوں کہ آپ کے پاس نیک اور بد ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔تو پردہ کے احکام نازل ہو گئے۔اسی طرح شراب کی تحریم کی آیت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوئیں۔

آپ سے ۵۳۹ پانچ سو انچالیس احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے امام بخاری اور امام مسلم دس احادیث پر متفق ہیں۔امام

بخاری ۹ /احادیث کے ساتھ منفرد ہیں اور امام مسلم ۱۵ /احادیث کے ساتھ منفرد ہیں۔

۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ بروز بدھ نماز فجر میں ابولولو فیروز نامی غلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوکھ میں خنجر کے کئی وار کیے جس کی وجہ سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ صفر کا مہینہ اسی زخمی حالت میں گزار کر محرم ۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے۔

﴿ملخصا نعمت الباری، کتاب فضائل الصحابہ، جلد ششم﴾

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ، شَرِبْتُ، يَعْنِي، اللَّبَنَ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي ظُفُرِي أَوْ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ» فَقَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: «العِلْمَ»

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ دوران خواب میں نے اتنا دودھ پیا کہ جس کی تازگی میرے ناخنوں سے بھی ظاہر ہونے لگی پھر بچا ہوا دودھ میں نے عمر کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد علم ہے۔

﴿صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب مناقب عمر بن الخطاب۔ الحدیث ۳۶۸۱﴾

﴿2﴾

حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةَ، قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: " يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ البَارِحَةَ الجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنَ العَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ، لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هَذَا القَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ ". فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بِهِمَا»

﴿جامع ترمذی، باب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ الحدیث:۳۶۸۹﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا پس پوچھا اے بلال! تم نے کس سبب سے جنت میں مجھ پر سبقت کی؟ میں جب بھی (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے چلنے کی آہٹ سنی اور میں ایک چوکور بلند سونے کے محل کے پاس گیا تو میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ (فرشتوں) نے کہا: عرب کے ایک مرد کا ہے۔ میں نے کہا: میں عربی ہوں، یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: قریش کے ایک مرد کا ہے۔ میں نے کہا: میں محمد ہوں، یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کے لیے مجھ پر دو رکعت نماز ہے۔ تب

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ان ہی باتوں کی وجہ سے میں نے تمہیں اپنے آگے جنت میں دیکھا۔

﴿3﴾

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ، نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ "

﴿سنن ابن ماجہ، باب فضل عمر رضی اللہ عنہ۔الحدیث:۱۰۳﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے پس کہا :اے محمد ! ﷺ بے شک آسمان والے حضرت عمر کے اسلام لانے سے خوش ہو رہے ہیں۔

﴿4﴾

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ

مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ، فَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ»

﴿جامع ترمذی ،باب مناقب ابی بکر الصدیق۔الحدیث:۳٦٨٠﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے او دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں۔آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرائیل ومیکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابو بکر اور عمر ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴿3﴾

کامل الحیا والایمان

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا اسم شریف عثمان، کنیت ابو عبد اللہ اور ابو عمرو ہے۔ ذوالنورین لقب ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کے علاوہ اور کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس کے نکاح میں نبی کریم ﷺ کی دو صاحب زادیاں ہوں۔ چنانچہ آپ کا پہلا عقد حضور اقدس ﷺ کی شہزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا پھر ان کے وصال کے بعد دوسرا عقد حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔ آپ کے والد کا نام عفان بن ابی العاص اور والدہ کا نام اروٰی بنت کریز ہے۔ آپ کی نانی حکیم البیضاء بنت عبد المطلب ہیں جو نبی کریم ﷺ کی حقیقی پھوپھی ہیں۔

آپ اولین سابقین صحابہ سے ہیں اور تیسرے خلیفہ راشد ہیں آپ نے دو بار ہجرت کی، پہلی ہجرت حبشہ کی طرف اور

پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۲۴ ہجری میں خلیفہ ہوئے ۔جنگ بدر کے سوا تمام غزوات و مشاہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب تھے۔بیعت رضوان آپ ہی کے لیے وقوع پذیر ہوئی۔ آپ بہت مال دار تھے آپ کا سارا مال دین کی راہ میں خرچ ہوتا تھا۔ ۲۴ ہجری سے ۳۵ ہجری تک آپ نے خلافت کی ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دیا۔آپ کے عہد خلافت میں جمع قرآن مکمل ہوا۔اسی لیے آپ کو "جامع القران" بھی کہتے ہیں ۔آپ کے عہد سعید میں مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع ہوئی۔ قفقاز ، خراسان، کرمان، سیستان،افریقہ ،اور قبرص فتح ہو کر اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ایام تشریق ۳۵ ہجری میں باغیان مصر کے ظالم ہاتھوں آپ شہید ہوئے۔

﴿نعمت الباری، کتاب فضائل الصحابہ، جلد ششم﴾

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ العُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ المِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ»

﴿جامع ترمذی، مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔الحدیث ۳۷۰۰﴾

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لشکر پر خرچ کرنے کے لیے لوگوں کو برانگیختہ کر رہے تھے۔پس حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم سو اونٹ ان کے پالانوں اور کپڑوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں۔آپ نے پھر برانگیختہ کیا: تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم دوسو اونٹ ان کے پالانوں اور کپڑوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں۔آپ نے پھر برانگیختہ کیا: تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول ا للہ ! صلی اللہ علیہ وسلم تین سو اونٹ ان کے پالانوں اور کپڑوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں۔راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور آپ فرمارہے تھے ۔اس عمل کے بعد عثمان جو عمل بھی کریں توانہیں کوئی ضرر نہیں ہوگا۔اس عمل کے بعد عثمان جو عمل بھی کریں توانہیں کوئی ضرر نہیں ہوگا۔

﴿2﴾

أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِي، كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ، أَوْ سَاقَيْهِ، فَاسْتَأْذَنَ

أَبُو بَكْرٍ فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ، فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ كَذَلِكَ، فَتَحَدَّثَ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَوَّى ثِيَابَهُ - قَالَ مُحَمَّدٌ: وَلَا أَقُولُ ذَلِكَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ - فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ: «أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ»

﴿صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۲۴۰۱﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ایک روز حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے۔ وہ بات کر کے لوٹ گئے پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور بات کر کے چلے گئے پھر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ آئے اور حضور اقدس ﷺ اٹھ بیٹھے اور اپنے کپڑے ٹھیک کر لیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ﷺ حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے

لیے تو حضور اقدس ﷺ اٹھ کر نہیں بیٹھے۔اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اٹھ بیٹھے۔ فرمایا کیا میں ایسے شخص سے شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ:

«إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ، وَإِنِّي خَشِيتُ، إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ»

﴿صحیح مسلم، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۲۴۰۲﴾

عثمان بہت ہی شرمیلا ہے ۔مجھے یہ خیال آیا کہ اگر ان کو ایسی حالت میں بلالیا تو شاید وہ اپنا کام بھی مجھ سے بیان نہ کر سکیں گے۔

﴿3﴾

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ يَبْغَضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ»

﴿جامع ترمذی، باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔الحدیث: ۳۷۰۹﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ﷺ ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ نے بھی اس سے بغض رکھا ہے۔

﴿4﴾

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، امْرَأَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَفِي يَدِهَا مُشْطٌ، فَقَالَتْ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنِفًا رَجَّلْتُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: «كَيْفَ تَجِدِينَ أَبَا عَبْدِ اللهِ؟» قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَالَ: «أَكْرِمِيهِ فَإِنَّهُ مِنْ أَشْبَهِ أَصْحَابِي بِي خُلُقًا»

﴿طبرانی فی المعجم الکبیر، نسبۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۔الحدیث:۹۹﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئیں اور ان کے ہاتھ میں کنگا تھا۔انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ابھی میرے پاس سے آئے ہیں۔میں نے آپ کے مبارک گیسو سنوارے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(اے رقیہ)تم ابو عبداللہ (یعنی عثمان)کو کیسا پاتی ہو؟ میں نے عرض کیا: بہترین انسان۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اس کی عزت بجالاؤ۔بے شک وہ میرے صحابہ میں سے خُلق (عادت و خصلت)کے اعتبار سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہیں۔

﴾۴﴿

امیر المومنین اسد اللہ
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا نام نامی اسم گرامی علی ،کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے۔آپ کو اپنے لیے ''ابو تراب'' سننا بہت پسند تھا۔اس پسندیدگی کا سبب یہ تھا کہ یہ کنیت پیارے آقا ﷺ نے عنایت فرمائی تھی۔تاریخ الخلفا میں ہے کہ '' ایک روز آپ مسجد شریف کی دیوار کے پاس لیٹے ہوئے تھے،پشت مبارک کو مٹی لگ گئی تھی۔ حضور اقدس ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ کی پشت مبارک سے مٹی جھاڑ کر (پیار سے)فرمایا '' اِجلِس اَباتُراب''۔اسی روز سے آپ ابو تراب کہے جانے لگے اور آپ کو یہ نام ہر دل عزیز ہو گیا۔آپ کا لقب اسد اللہ ،فاتح خیبر اور حیدر کرار ہے۔آپ کے والد نبی رحمت ﷺ

کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب ہیں اور والدہ مخدومہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں اور یہ وہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔

آپ کی ولادت ۳۰ عام الفیل میں ہوئی۔ اعلان نبوت سے قبل حضور اقدس ﷺ نے آپ کو اپنی کفالت میں لیکر پرورش فرمائی۔ آپ نو عمروں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ ایمان لانے کے وقت آپ کی عمر کیا تھی اس میں چند اقوال ہیں۔ ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف پندرہ سال، ایک کے مطابق سولہ سال، ایک کے مطابق آٹھ سال، ایک کے مطابق دس سال تھی۔ بہر حال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ بلوغت کے قریب آپ ایمان لائے۔ آپ حضور اقدس ﷺ کے چچازاد ہیں۔ نیز ہجرت کے بعد مدینے میں جب نبی اکرم ﷺ مہاجرین وانصار میں عہد مواخات (یعنی ایک مہاجر صحابی اور ایک انصاری صحابی کے درمیاں بھائی چارہ) قائم کر رہے تھے۔ تو اس موقع پر آ

پ کو حضور اقدس ﷺ نے عزت مواخات سے مشرف کیا اور فرمایا" انت اخی فی الدنیا و الآ خرۃ "اے علی! تم دنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔ آپ کا نکاح رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری شہزادی سے سیدۃ نساء العالمین خاتون جنت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

آپ وہ عظیم الشان صحابی ہیں کہ جن کے حق میں سورہ حج کی آیت ۱۹۔ سورہ مجادلہ کی آیت ۱۲۔ سورہ توبہ کی آ یت ۱۹ ۔سورہ دھر کی آیت ۷،۸،۹۔ سورہ بقر کی آیت ۲۷۴۔ سورہ اعراف کی آیت ۴۳۔ سورہ سجدہ کی آیت ۱۸۔ سورہ مریم کی آیت ۹۶۔ سورہ رعد کی آیت ۷۔ سورہ مائدہ کی آیت ۸۷۔اور اسی سورہ مائدہ کی آیت ۵۵ وغیرہ آیات نازل ہوئیں۔

آپ چہارم خلیفہ ٔراشد اور عشرہ مبشرہ سے ہیں جن کے لیے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نے شرکت فرمائی اور ان تمام میں آپ نے شجاعت وجوانمردی کا

خوب خوب مظاہرہ فرمایا۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے آپ کو مدے نہ منورہ پر خلیفہ بنایا اور ارشاد فرمایا کہ " تمہیں ہماری بارگاہ میں وہ مرتبہ حاصل ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حضرت ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا"۔

آپ کو فاتح خیبر اور خیبر شکن کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر سید عالم ﷺ نے انھیں اسلامی جھنڈا عطا فرما کر فتح خیبر کی بشارت دی تھی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " اس روز آپ نے خیبر کا دروازہ اپنی پیٹھ پر اٹھالیا اور اس پر مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ کو فتح کر لیا تھا۔اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا، جب لوگوں نے اسے گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنا چاہا تو چالیس آدمیوں سے کم اسے اٹھا نہ سکے"۔ حضور اقدس ﷺ نے آپ کو نوازتے ہوئے فرمایا: " میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ

ہیں'' ۔اسی وجہ سے آپ کو'' باب العلم '' بھی کہتے ہیں

﴿تاریخ الخلفاء﴾

وقت ہجرت حضور ﷺ نے آپ کو اپنا امین بنا کر مکہ مکرمہ میں چھوڑا اور قریش کی امانتیں دے کر فرمایا کہ اسے فلاں ،فلاں لوگوں کو سپرد کر کے مدینہ ہجرت کر آنا۔چنانچہ آپ حضور اقدس ﷺ کے ہجرت فرمانے کے بعد ۳روز تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔اور معیّن افراد قریش کو ان کی امانت سپرد کر کے تیسرے روز مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔اس دوران آپ کو مطابق حکم رسول بستر نبوت پر رسول اللہ ﷺ کی سبز چادر مبارک اوڑھ کر سونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔مقام صہبا میں آپ ہی کے لیے حضور اقدس ﷺ سے ڈوبے ہوئے سورج کا پلٹ کر عصر کے وقت پر آجانے کا معجزہ ظاہر ہوا۔

آ پ کے فضا ئل و مناقب میں بکثرت احا دیث کریمہ ہیں ۔ محد ثین فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضا ئل میں وارد ہیں کسی اور کی فضیلت میں نہیں آئیں۔

آ پ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین ہو ئے ۔ مدینہ منورہ میں موجود تمام صحابہ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ چار سال ۸ ماہ یا ۹ ماہ اور نو دن مسند خلافت پر رونق افروز رہے ۔ ماہ رمضان میں بوقت فجر آپ نماز کے لیے تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک سے بد بخت ابن ملجم نے آپ پر شدید وار کیا۔ جس سے آپ لہو لہان ہو گئے اور ۲۱ رمضان المبارک شب یک شنبہ ۴۰ھ میں جام شہادت نوش فرما کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ ۶۳ سال تھی۔

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل مولیٰ علی رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: خَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي»

﴿صحیح مسلم، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔الحدیث ۲۴۰۴﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں پیچھے چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ

السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

﴿2﴾

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَنَزَلَ غَدِيرَ خُمٍّ أَمَرَ بِدَوْحَاتٍ، فَقُمِمْنَ، ثُمَّ قَالَ: "كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ فَأَجَبْتُ، إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ: كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا؟ فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ " ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ مَوْلَايَ، وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ» ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: «مَنْ كُنْتُ وَلِيُّهُ فَهَذَا وَلِيُّهُ، اللهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ»

﴿سنن نسائی، باب خصائص علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔الحدیث 8092﴾

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور غدیر خم پر قیام فرمایا ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائبان لگانے کا حکم دیا وہ لگا دیے گئے پھر آپ

ﷺ نے فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ عنقریب مجھے (وصال کا) بلاوا آنے کو ہے۔ جسے میں قبول کرلوں گا۔ تحقیق میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر اہمیت کی حامل ہیں۔ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت ۔اب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے ہو اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے سامنے ہوں گے۔ پھر فرمایا بے شک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا مولا ہوں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے۔اے اللہ! جو اسے (علی) دوست رکھے اسے تو دوست رکھنا اور جو اس سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔

﴾3﴿

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: «يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُجْنِبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِكَ»

﴾جامع الترمذی، باب مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث 3727﴿

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ جنابت کی حالت میں اس مسجد میں رہے۔

[قَالَ عَلِيُّ بْنُ المُنْذِرِ: قُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ: مَا مَعْنَى هَذَا الحَدِيثِ؟ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِي وَغَيْرِكَ:

علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے اس کے معنی پوچھے تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد مسجد کو بطور راستہ استعمال کرنا ہے۔]

﴾4﴿

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَا عَلِيُّ، أَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا،

سَيِّدٌ فِي الْآخِرَةِ، حَبِيبُكَ حَبِيبِي، وَحَبِيبِي حَبِيبُ اللَّهِ، وَعَدُوُّكَ عَدُوِّي، وَعَدُوِّي عَدُوُّ اللَّهِ، وَالْوَيْلُ لِمَنْ أَبْغَضَكَ بَعْدِي»

﴿المستدرک للحاکم، الحدیث 4640﴾

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے میری طرف (کہ علی ساتھ ہی تھے) دیکھ کر فرمایا: اے علی! تو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ تیرا محبوب میرا محبوب ہے اور میرا محبوب اللہ کا محبوب ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے اور اس کے لیے بربادی و تباہی ہے جو میرے بعد تمہارے ساتھ بغض رکھے۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴿۵﴾

امین الامت سیدنا حضرت
ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا نام عامر، آپ کے والد کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام جراح ہے۔ کنیت ابو عبیدہ ہے۔ آپ کا شمار کبار صحابہ اور اولین سابقین میں ہوتا ہے۔ آپ دس صحابہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت حاصل کی تھی اور دو ہجر تیں کی تھیں۔ غزوہ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں حاضر رہے تھے۔ اُحد میں ایک ظالم کے وار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں لوہے کی دو کڑیاں چبھ گئیں تھیں چنانچہ آپ ہی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے لوہے کی دو کڑیاں نکالی تھیں جس کی وجہ سے آپ کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے۔ ﴿طبقات ابن سعد﴾ آپ نے ۱۸ ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

فضائل ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَنَا أَيَّتُهَا الأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ»

﴿صحیح بخاری، باب مناقب ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ۔الحدیث: ۳۷۴۴﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے امت! ہمارا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔

﴿2﴾

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِهِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ: «أَبُو بَكْرٍ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّهُمْ؟ قَالَتْ: «عُمَرُ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّهُمْ؟ قَالَتْ: «أَبُو عُبَيْدَةَ»

﴿سنن ابن ماجہ، باب فضل عمر۔الحدیث: ۱۰۲﴾

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحاب میں سے کس سے سب سے زیادہ محبت تھی ؟انہوں نے بتایا: حضرت ابو بکر سے ۔میں نے پوچھا: پھر کس سے ؟انہوں نے بتایا: حضرت عمر سے ۔میں نے پوچھا: پھر کس سے ؟انہوں نے بتایا: حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے میں نے پوچھا: پھر کس سے ؟تو خاموش ہو گئیں۔

﴿3﴾

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمْنَا السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَقَالَ: «هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ»

﴿صحیح مسلم، باب فضائل ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔الحدیث:۲۴۱۹﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ : جب اہل یمن (نجران) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: آپ ہمارے ساتھ کوئی شخص بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم

دے۔تو آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ اس امت کا امین ہے۔

﴿4﴾

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: «إِنَّ الْعَاقِبَ وَالسَّيِّدَ صَاحِبَيْ نَجْرَانَ أَتَيَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَا أَنْ يُلَاعِنَاهُ» فَقَالَ: «أَحَدُهُمَا لَا تُلَاعِنْهُ، فَوَاللهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا لَعَلَّنَا لَا نُفْلِحُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا» قَالَا لَهُ: نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَ، فَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، فَاسْتَشْرَفَ لَهَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَفَّى قَالَ: «هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ»

﴿السنن الکبری للنسائی، باب ابو عبیدہ بن الجراح۔الحدیث **8140**﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نجران کے دو صاحب العاقب اور السید آئے انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کریں۔تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان سے مباہلہ نہ کرو، اللہ کی قسم: اگر یہ (واقعی) نبی ہیں اور انہوں نے ہم پر لعنت کی تو ہم کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے اور نہ ہماری نسل

آگے چلے گی پھر وہ دونوں آپ کے پاس آئے اور کہا: ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے لیکن آپ ہم کو جو حکم دیں گے اسکو ہم بجالائیں گے۔ سو آپ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار شخص بھیج دیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ضرور تمہارے ساتھ ایک حقیقی امین شخص بھیجوں گا۔ راوی نے کہا پس ہم تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ منتظر تھے کہ آپ کس کو بھیجتے ہیں پھر آپ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ بن الجراح! تم کھڑے ہو۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس امت کا امین ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴾6﴿

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا اسم شریف سعد اور کنیت ابو اسحاق ہے ۔آپ کے والد کا نام ابو وقاص مالک بن وھیب ہے۔آپ کو اسلام کا شہ سوار بھی کہا جاتا ہے ۔اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلانے والے آپ ہی ہیں۔آپ اسلام لانے والوں میں ساتویں شخص ہیں ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے آپ کے دروازہ پر پہراہ دیتے تھے۔اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر کھڑے رہتے تھے۔غزوۂ احد میں آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح حفاظت کی وہ قابل رشک ہے۔حضرت عمر نے آپ کو کسریٰ کے خلاف لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا تھا انہوں نے کسریٰ کے شہروں کو فتح کیا اور عراق کو فتح کیا۔آپ نے شہر کوفہ کی بنیاد رکھی اور حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنادیا۔

آپ سے ۱۱۷۰ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے ۴۳ حدیثوں پر شیخین متفق ہیں۔امام بخاری ۲۶ حدیثوں کے ساتھ منفرد ہیں۔اور امام مسلم ۵۲ حدیثوں کے ساتھ منفرد ہیں۔

مدینہ سے دس میل کی مسافت پر عقیق میں آپ کا محل تھا ۔وہیں ۵۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔جس دن آپ کی وفات ہوئی اس دن آپ کی عمر تراسی سال تھی اور ایک قول کے مطابق تہتر سال تھی۔لوگ آپ کے جنازہ کو مدینہ میں لے گئے۔اور البقیع میں دفن کیا گیا۔

﴿ملخصا نعمت الباری، جلد ششم﴾

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: «لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ»، قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ هَذَا؟» قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ

﴿صحیح مسلم ،باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ الحدیث:۲۴۱۰﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ :ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ساری رات جاگتے رہے اور وہ یعنی (حضرت عائشہ)آپ کے پہلو میں تھیں۔حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا : یارسول اللہ! ﷺ آپ کو کیا ہوا ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا:اے کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک

شخص ہوتا اور وہ ساری رات میری حفاظت کرتا۔اسی دوران میں نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟تو آنے والے نے کہا: میں سعد بن مالک ہوں۔آپ ﷺ نے پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ حضرت عائشہ نے بتایا: پھر آپ ﷺ سو گئے اور میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

﴿2﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ»

﴿سنن الترمذی، بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص -الحديث: 3752﴾

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دن سامنے سے سعد رضی اللہ عنہ آرہے تھے۔نبی اکرم ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: یہ میرے ماموہیں مجھے کوئی اپنا ایسا ماموں تو دیکھائے۔

[جامع الترمذی میں ہے کہ:

وَقَالَ: كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِي زهرَة وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَلِذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذَا خَالِي» .

﴿سنن الترمذی، بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الحديث: 3752﴾

یعنی: حضرت سعد بنی زہرہ سے تھے اور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ بنی زہرہ سے تھیں اسی لیے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ سعد میرے ماموہیں]

﴿3﴾

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: «يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي»

﴿صحیح بخاری، باب اذا ھمت طائفتان منکم ان تفشلا الخ۔الحدیث ۴۰۵۹﴾

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی ایک کے لیے بھی ماں باپ دو نوں کو جمع کرتے ہوئے نہیں سنا مگر اُحد کے دن میں نے ایسا

فرماتے ہوئے سنا کہ اے سعد! تیر چلا تجھ پر میرے باپ اور ماں قربان ہوں۔

﴿4﴾

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ المسَيِّبِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، يَقُولُ: نَثَلَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ «ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي»

﴿صحیح بخاری ، باب اذا ھمت طائفتان منکم ان تفشلاالخ۔الحدیث ۴۰۵۵﴾

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اُحد کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تیر کش سے تیر نکال کر مجھے دیے اور فرمایا تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، تم تیر چلاؤ۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴿7﴾

حضرت سیدنا

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابو محمد ہے۔ عہد جاہلیت میں آپ کا نام عبد عمرو یا عبدالکعبہ تھا ۔جب ایمان سے مشرف ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا اسم عبدالرحمٰن تجویز فرمایا۔ آپ کی ولادت ۱۰ عام الفیل میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ ان آٹھ مسلمانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے آغاز بعثت میں اسلام قبول کیا اور عشرہ مبشرہ کے ان پانچ بزرگوں میں سے ایک ہیں جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے۔ اور ان چھ اکابر میں سے ایک ہیں جن کو سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت شایانِ خلافت بتایا تھا۔ ۵ھ ہجری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کو امیر لشکر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا۔ ۷۵ سال کی عمر پا کر ۳۱ھ اور ابن اثیر الجزری کے مطابق ۳۵ھ میں اس دار فانی کو الوداع کہا۔

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ». قَالَ: ثُمَّ تَقُولُ عَائِشَةُ، فَسَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الجَنَّةِ، تُرِيدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ، يُقَالُ: بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا.

﴿جامع ترمذی، باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف۔الحدیث ۳۷۴۹﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اکثر خیال آیا کرتا تھا کہ میرے بعد تمہارا حال کیا ہوگا۔ تمہاری خدمت میرے بعد صابر صدیق ہی کرے گا۔ایک بار سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا: اے ابو سلمہ! اللہ تعالیٰ تمہارے والد کو سلسبیل

(جنت کا ایک چشمہ) سے سیراب کرے۔ اس نے ازواج النبی ﷺ کو ایک باغ چالیس ہزار کی قیمت کا دے ڈالا تھا۔

﴿2﴾

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ: «إِنَّ الَّذِي يَحْثُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اللَّهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سلسبيلِ الجنةِ»

﴿مشکوۃ المصابیح، باب فضائل العشرۃ رضی اللہ عنہم۔الحدیث ٦١٣١﴾

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص میرے بعد تمہاری خدمت کرے گا وہ صادق اور سخی ہو گا۔ یااللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کے سلسبیل سے سیراب فرما۔

﴿3﴾

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: «شَكَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

فَقَالَ: " يَا خَالِدُ لِمَ تُؤْذِي رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ، لَوْأَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهُ؟ " قَالَ: يَقَعُونَ فِيَّ فَأَرُدُّ عَلَيْهِمْ، قَالَ: " لَا تُؤْذُوا خَالِدًا فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ صَبَّهُ اللَّهُ عَلَى الْكُفَّارِ»

﴿مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،باب مناقب عبدالرحمن بن عوف۔الحدیث 14899﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی اوفی روایت کرتے ہیں کہ:

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ خالد بن ولید مجھ سے ہمیشہ تو تو میں میں کرتے رہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید سے فرمایا: خالد! عبدالرحمٰن بن عوف کو کچھ نہ کہا کرو کیوں کہ یہ بدری صحابی ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف بھی مجھے کوستے رہتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن عوف! خالد کو کچھ نہ کہا کرو کیوں کہ یہ ”سیف اللہ“ ہیں۔

﴿4﴾

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى حَاجَتَهُ قَالَ: «أَمَعَكَ مَاءٌ؟» فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ، «فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ، وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلَاةِ، يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ، فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا»

﴿ صحیح مسلم، باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ، الحدیث ۵۴۱ ﴾

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک سفر میں میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں پیچھے رہ گئے۔ آپ قضائے حاجت کر کے آئے اور فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے پانی کا ایک برتن لایا اور آپ نے اپنے ہاتھوں اور چہروں کو دھویا۔ پھر جبہ میں سے کلائیوں کو نکالنا چاہا تو اس کی آستینیں تنگ تھیں چنانچہ آپ نے

جبے کے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا اور جبہ اتار کر کندھوں پر ڈال لیا۔ پھر کلائیاں دھوئیں اور پیشانی کی مقدار سر پر مسح فرمایا اور عمامہ اور موزوں پر مسح کیا اس کے بعد ہم دونوں اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور قوم سے جا ملے۔ اس وقت صحابہ کرام نماز شروع کر چکے تھے اور عبدالرحمن بن عوف ان کو ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ سے فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو پھر انہوں نے پوری نماز پڑھائی جب انہوں نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ اور میں نے کھڑے ہو کر وہ ایک رکعت پڑھی جو ہم سے رہ گئی تھی۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴾8﴿

حضرت سیدنا

ابو عبداللہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کا نام زبیر بن العوام اور کنیت ابو عبداللہ ہے ۔آپ کی والدہ حضرت صفیہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا ہیں۔جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں اور عظیم ترین صحابیہ ہیں ۔حضرت زبیر ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔آپ غزوۂ بدر میں اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں حاضر تھے ۔آپ نے دو ہجرتیں کی تھیں۔ جس وقت آپ اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی ۔آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے آپ کا چچا آپ کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر دھواں دیا کرتا تھا۔ آپ وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تلوار میان سے باہر نکالا۔ غزۂ

بدر میں آپ زرد رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔اور فرشتے وہی لباس پہن کر نازل ہوئے۔آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے جو آپ کو خراج دیا کرتے تھے اور آپ ان میں سے ایک درہم بھی اپنے گھر نہیں لاتے تھے بلکہ صدقہ کر دیا کرتے تھے۔

جمادی الاولیٰ ۳۶ھ ہجری میں جنگ جمل میں آپ کو شہید کر دیا گیا تھا۔آپ کا قاتل عمرو بن جرموز تھا۔

﴿نعمت الباری، جلد ششم﴾

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

أَنَّ الزُّبَيْرَ، كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الحَرَّةِ، كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلاَهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْزُّبَيْرِ: «اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ»، فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، آنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: «اسْقِ، ثُمَّ احْبِسْ حَتَّى يَبْلُغَ الجَدْرَ»، فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ حَقَّهُ لِلْزُّبَيْرِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ، فَلَمَّا أَحْفَظَ الأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اسْتَوْعَى لِلْزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِي صَرِيحِ الحُكْمِ، قَالَ عُرْوَةُ: قَالَ الزُّبَيْرُ: «وَاللَّهِ مَا أَحْسِبُ هَذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي

ذَلِكَ»: {فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ} [النساء: 65] الآيَةَ

﴿ صحیح بخاری ، باب فلاوربک لایومنون حتی یحکمون الخ۔الحدیث۲۷۰۸ ﴾

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: انصار کے ایک شخص نے حَرَّہ کی زمین میں پانی بہنے کی نالی میں میرے ساتھ زیادتی کی (وہ مرد منافق تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زبیر! تم اس نالی سے اپنی زمینوں میں پانی دے لو پھر یہ پانی اپنے پڑوسی کے طرف چھوڑ دو۔ اس انصاری نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک یہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ نے فرمایا: اے زبیر! تم پانی دو پھر پانی کو روک لو حتی کہ وہ دیواروں تک پہنچ جائے پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے طرف چھوڑدو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دیا۔ حضرت زبیر نے کہا: میرا گمان ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ”آپ کے رب کی قسم وہ لوگ

مسلمان نہیں ہو سکتے حتی کہ آپ کو آپس کے جھگڑے میں حاکم نہ مان لیں''۔

﴿2﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الزُّبَيْرُ ابْنُ عَمَّتِي، وَحَوَارِيُّ مِنْ أُمَّتِي»

﴿مصنف ابن ابی شیبہ۔الحدیث 32163﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زبیر میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میری امتیوں میں سے میرا حواری (ناصر) ہے۔

﴿3﴾

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَبَوَيْهِ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ: «بِأَبِي وَأُمِّي»

﴿مصنف ابن شیبہ۔الحدیث ۳۲۱۶۲﴾

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا: اے میرے بیٹے ! اللہ کی قسم تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے میرے لیے باپ اور ماں کو جمع کیا۔ آپ ﷺ ان دونوں کو مجھ پر فدا کرتے تھے۔اور فرماتے تھے۔تم پر میرے باپ اور ماں فدا ہوں۔

﴿4﴾

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ»

﴿مصنف ابن شیبہ۔الحدیث:۳۲۱۶۸﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ۔ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴾9﴿

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی کنیت ابو طلحہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام "طلحۃ الفیاض" "طلحۃ الجود" اور "طلحۃ الخیر" رکھا تھا۔ آپ ان آٹھ صحابہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ اور ان پانچ صحابہ میں سے ایک ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال کے وقت راضی تھے۔

غزوۂ بدر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور حضرت سعید بن زید کو قافلہ قریش کے حالات معلوم کرنے پر معمور فرمایا تھا چنانچہ یہ دونوں اس وقت واپس آئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر فتح کر کے واپس تشریف لا رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے لیے مال غنیمت سے حصہ رکھا۔ حضرت

طلحہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ کیا ہمیں اجر بھی ملے گا۔ آپ نے فرمایا اجر بھی ملے گا۔ احد اور جملہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ غزوۂ اُحد میں جب چو طرفہ حملے کی تاب نہ لاکر صحابہ بد حواس ہو رہے تھے یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ بظاہر تنہا کھڑے تھے ایسے وقت میں بھی تن تنہا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی حفاظت فرما رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی حفاظت میں آپ نے خود کو سپر بنا رکھا تھا۔ حضور اقدس ﷺ پہ جو نیزہ آتا تھا آپ اسے ہاتھ پر لے لیتے تھے۔ جس سے ان کا ایک ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہو گیا تھا۔ اس روز آپ کے جسمِ نازنین پر ستر سے زیادہ زخم لگے تھے۔ ۱۰/ جمادی الآخر ۳۶ھ کو واقعہ جمل میں شہید ہوئے۔

﴿ملخصا نعمت الباری جلد ششم﴾

❁❁❁❁❁❁❁

فضائل طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ میں

چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِي وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ»

﴿صحیح بخاری، باب مناقب طلحہ بن عبید اللہ۔الحدیث: ۳۷۲۴﴾

قیس بن ابو حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو دیکھا جس ہاتھ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو تیروں سے بچایا تھا۔وہ ہاتھ بالکل شل (بے کار) ہو چکا تھا۔

﴿2﴾

عَنْ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ إِلَى صَخْرَةٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى

الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَوْجَبَ طَلْحَةُ»

﴿جامع ترمذی، باب مناقب طلحہ بن عبید اللہ۔ الحدیث 3738﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: غزوہ اُحد کے دن آپ نبی کریم ﷺ پر دو زرہیں تھیں۔ آپ ﷺ نے چٹان پر چڑھنا چاہا لیکن نہ چڑھ سکے چنانچہ آپ ﷺ حضرت طلحہ کو نیچے بٹھا کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ چٹان پر تشریف فرما ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: طلحہ نے جنت کو واجب کر لیا۔

﴿3﴾

سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: «طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الجَنَّةِ».

﴿جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحہ بن عبید اللہ۔ الحدیث ۳۷۴۱﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔

﴿4﴾

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ»

﴿جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب طلحہ بن عبید اللہ۔ الحدیث: 3739﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھ کر خوش ہونا چاہے اسے چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

❁❁❁❁❁❁❁

﴿10﴾

حضـــرت ســیدناسعیدبن زیدرضی اللہ عنہ

❁❁❁❁❁❁❁

آپ کانام سعیـد ،کنیت ابوالعور ہے۔آپ کے والد کانام زیدبن عمـــرو اور والدہ فاطمـــہ بنت جحجہ ہیں۔حضرت سعید سیدنا عمررضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے اور بہنوئی بھی تھے۔سیدنا عمررضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ بنت خطاب آپ ہی کے عقد میں تھیں۔آپ اور آپ کی اہلیہ دونوں نے آغاز بعثت میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔آپ فرماتے ہیں:«وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي، وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الإِسْلاَمِ، قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ،

﴿صحیح بخاری،کتاب المناقب الانصار۔الحدیث ۳۸۶۲﴾

اللہ کی قسم ایک وقت تھا کہ حضرت عمررضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام قبول کیوں کیا۔

آپ اکابر اور فضلائے صحابہ سے ہیں۔ سیدنا زبیر کے ساتھ جنگ بدر میں قافلہ قریش کی اطلاع حاصل کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے اس لیے حضور اقدس ﷺ نے آپ کو بھی بدر کی غنیمت اور اجر وثواب میں شامل فرمایا۔ غزوۂ احد اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ سابقین اولین اور بدری صحابیوں میں سے تھے۔ جن سے اللہ تعالی راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ آپ دمشق کے محاصرے اور فتح کے وقت وہاں موجود تھے۔ آپ کو سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے دمشق کا والی بنایا اور اس امت میں دمشق کے سب سے پہلے نائب رہے تھے۔ باختلاف روایت ۵۰ھ و ۵۱ھ و ۵۵ھ میں بمقام عقیق آپ نے وصال فرمایا ۔ حضرت ابن عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا۔ جسم مبارک سے خوشبو نکل رہی تھی۔ ﴿ملخصا نعمت الباری﴾

❊❊❊❊❊❊❊

فضائل سعید بن زید رضی اللہ عنہ میں چار احادیث

﴿1﴾

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اثْبُتْ حِرَاءُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ» وَعَدَّهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَابْنُ عَوْفٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ»

﴿سنن ابن ماجہ باب فضائل العشرۃ رضی اللہ عنہم۔الحدیث 134﴾

حضرت سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ : میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فراماتے ہوئے میں نے سنا ہے جب آپ کوہ حراء پر تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حراء ٹھہر جا نہیں ہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شمار کرتے ہوئے فرمایا ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحۃ و زبیر و سعد وابن عوف اور سعید بن زید ۔

﴿2﴾

عن ابن عباس –رضي الله عنهما– قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم: "أرحم أمتي بأمتي أبو بكر, وأقواهم في دين الله عمر, وأشدهم حياءً عثمان, وأقضاهم علي بن أبي طالب, ولكل نبي حواري وحواريي طلحة والزبير وحيثما كان سعد بن أبي وقاص كان الحق معه, وسعيد بن زيد من أحباء الرحمن, وعبد الرحمن بن زيد من تجار الرحمن, وأبو عبيدة بن الجراح أمين الله وأمين رسوله, ولكل نبي صاحب سر وصاحب سري معاوية بن أبي سفيان, فمن أحبهم فقد نجا ومن أبغضهم فقد هلك"

﴿الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، فصل ۴۔ج ۱ص ۳۶﴾

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکر ہیں۔ دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمر ہیں۔حیا میں سب سے بڑھ کر عثمان اور سب سے زیادہ قوت فیصلہ کے مالک علی بن ابی طالب ہیں۔ہر نبی کے حواری (مددگار) تھے اور میرے حواری طلحہ وزبیر

ہیں ۔سعد بن ابی وقاص جہاں ہونگے حق ان کے ساتھ ہوگا ۔سعید بن زید محبوبان خدامیں سے ہیں۔عبدالرحمٰن بن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہیں ۔ابوعبیدہ بن الجراح اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ہر نبی کا محرم راز ہوتاہے اور میرا محرم راز امیر معاویہ بن ابی سفیان ہے ۔ان سب سے محبت کرنے والا نجات پاگیا۔اور بغض رکھنے والا تباہ ہوگیا۔

﴿3﴾

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَرْوَى بِنْتَ أُوَيْسٍ، ادَّعَتْ عَلَى سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَخَاصَمَتْهُ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا، طُوِّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ»، فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ: «اللهُمَّ، إِنْ كَانَتْ

كَاذِبَةً فَعَمِّ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا»، قَالَ: «فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، ثُمَّ بَيْنَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا، إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ»

﴿صحیح مسلم، باب تحریم الظلم وغصب الارض وغیرھا۔الحدیث 1610﴾

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ اروی بنت اویس نے سعید بن زید پر دعوی کیا کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین لے لی ہے۔ چنانچہ اس نے مروان بن حکم کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا(اس حوالے سے حضرت سعید سے پوچھنے پر)حضرت سعید نے کہا کہ کیا میں اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ سے حدیث سماعت کرنے کے بعد اس کی زمین لے سکتا ہوں؟ مروان نے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ حضرت سعید بن زید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے ایک بالشت بھر بھی کسی کی زمین ظلما لی تو سات زمینوں تک وہ زمین اس کو طوق بنا کر ڈال دی جائے گی۔ مروان نے کہا اس کے بعد میں آپ سے اور کسی دلیل کا سوال نہیں کروں گا۔ حضرت سعید نے دعا کی

:اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کی زمین میں مار دے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے قبل اندھی ہو گئی اور ایک دن اس زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گری اور مر گئی۔

﴿4﴾

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى العَاشِرِ لَمْ آثَمْ. قِيلَ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَاءَ، فَقَالَ: «اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ». قِيلَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ. قِيلَ فَمَنِ العَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا.

﴿جامع ترمذی، مناقب حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔ الحدیث: 3757﴾

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔فرماتے ہیں: میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر دسویں آدمی کے بارے میں بھی گواہی دوں تو گنہ گار نہ ہوں گا۔پوچھا گیا وہ کیسے ؟فرمایا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہِ حرا پر تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حرا ٹھہر جا کیوں کہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔پوچھا گیا وہ (دس حضرات) کون تھے ۔حضرت سعید نے فرمایا :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،ابو بکر ،عمر، عثمان، علی ،طلحہ، زبیر ،سعد ،اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔پوچھا گیا دسواں کون تھا حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں (سعید) تھا۔

تمت باالخیر

❁❁❁❁❁❁❁❁

بسم الله الرحمن الرحيم

وه یار بهشتی اندر قطعی
ابوبکر و عمر، علی و عثمان
سعد است و سعید و ابوعبیده
طلحه، زبیر، عبد الرحمان